تجددِ امثال: مصنفہ سید ضامن حسین صاحب کرباجہاں آبادی مع مقدمہ از ڈاکٹر محمود احمد صاحب کراچی و تعارف از سید محمد تقی صاحب ایڈیٹر "جنگ" کراچی، شائع کردہ اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ سعیدہ منزل، ناظم آباد، بی روڈ، کراچی، سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ۱۲۰ صفحات، قیمت تین روپے

جیسا کہ مقدمہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے لکھا ہے "مسئلہ تجدد امثال متکلمین و شعراء اور ارباب شہود کا ایک علمی شاہکار ہے جس پر کوئی ایسا مبسوط مقالہ کسی زبان میں میرے علم میں نہیں ہے جس میں اس مسئلہ کے مشکل مقامات کی وضاحت ہو۔ اگرچہ ابن عربیؒ، رومیؒ، جامیؒ، مجدد صاحب اور شاہ ولی اللہؒ کی بعض تصانیف میں کچھ بصیرت افروز اشارات اس مسئلہ کے متعلق پائے جاتے ہیں مگر وہ اشارات ہی ہیں جن تک ہر شخص نہیں پہنچ سکتا۔ ان اشارات کی شرح تفصیل اور غیر نمایاں نکات علم کا وضوح کہنا چاہیئے کہ ضامن نقوی صاحب ہی کا حصہ تھا۔"

بقول سید محمد تقی صاحب "یہ نظریہ جس بنیادی تصور سے تعلق رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ کائنات ہر لمحہ مر رہی ہے اور ہر لمحہ زندہ ہو رہی ہے۔ جہاں تک زیر نظر کتاب کے مباحث کا تعلق ہے، مجھے فاضل مصنف کی دو اختراعی اور اجتہادی فکر نے بیحد متاثر کیا ہے جس کا اظہار وہ فلسفیانہ بحثوں میں عام طور پر کیا کرتے ہیں۔ ان کی یہ نئی علمی سعی بھی اسی حیرت انگیز اختراعی سرگرمی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ ان کی اس علمی کوشش کو وہ حلقے بھی سراہیں گے جو کتاب کے مباحث سے پوری طرح اتفاق نہ کر سکیں گے۔"

ہماری رائے میں یہ دو اقتباسات اس کتاب کے اجمالی تعارف کے لئے کافی ہیں، تفصیلی تعارف سے ہم نے قصداً گریز کیا ہے کیونکہ اس صورت میں تعارف ایک مبسوط مقالہ بن جائے گا جس کی اس رسالے میں گنجائش نہیں ہے۔ لیکن تنہا اشارۃً یہ بخلاف محض ذہن کہ فلسفہ کے محققین، مدارس میں صرف بودھ دھرم نے تجدد امثال کا نظریہ پیش کیا ہے اس سلسلہ میں ہم ڈاکٹر رادھا کرشنن کی مشہور تالیف تاریخ فلسفہ ہند جلد اول ص ۲۷۲ تا ص ۳۷۴ سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔

"اُپنشدوں اور بودھ دھرم کی ابتدائی تعلیم میں یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ دنیا میں کسی شئی کو ثبات نہیں ہے۔ ہر شئی ہر آن متغیر ہو رہی ہے اور ہر آن از سر نو پیدا ہو رہی ہے۔ آگے چل کر بودھ دھرم کے حکماء نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ ہر شئی ہر آن فنا ہو رہی ہے اور ہر آن از سر نو پیدا ہو رہی ہے۔ اسی نظریہ کو کشنیک واد کہتے ہیں، چنانچہ "سَرو دُکھم دُکھم" کی طرح "سرو کشنکم" بھی بودھ دھرم کے مسلمات میں سے ہے یعنی ہر شئی ہر آن فنا ہو رہی ہے۔ بودھ دھرم کے حکماء نے چراغ کی لو کی مثال سے اپنے نظریہ کو واضح کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ چراغ کی لو مسلسل قائم ہے لیکن دراصل یہ لو، شعلہ ہائے آتشیں کے تسلسل کا دوسرا نام ہے۔ ایک شعلہ صرف ایک لمحہ کے لئے قائم رہتا ہے۔ دوسرے لمحہ فنا ہو جاتا ہے اور دوسرا شعلہ اس کی جگہ لے لیتا ہے لیکن یہ تسلسل اس سرعت سے ہو رہا ہے کہ بادی النظر میں لو اپنی جگہ قائم نظر آتی ہے یعنی لو کا قیام محض فریب نظر ہے، ہر لمحہ لو فنا ہو جاتی ہے اور دوسری لو پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح ہر شئے ہر لمحہ فنا ہو جاتی ہے۔ اور ہر لمحہ دوبارہ پیدا ہوتی ہے۔ اس تسلسل کا دوسرا نام ہستی ہے۔"

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ اگرچہ شیخ اکبرؒ اور بودھ دھرم کے حکماء دونوں نے ایک ہی بات کہی ہے مگر مقصد بالکل مختلف ہے۔ شیخ اکبرؒ کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ کائنات ہر لحظہ خدا کی صفت قیومیت کی محتاج ہے۔ اگر خدا اسے ہر لحظہ نئی زندگی عطا نہ کرے تو یہ کائنات فوراً معدوم ہو جائے کیونکہ اس کی حقیقت تو عدم ہے۔ بخلاف اس بودھ دھرم کا مقصد یہ ہے کہ جسے تم نفس ناطقہ کہتے ہو اس کا کوئی حقیقی وجود نہیں ہے کیونکہ نفس ہستی ہی ہر آن معرض فنا میں ہے۔ بالفاظ دگر نظریہ بظاہر تو ایک ہی ہے مگر شیخ اکبرؒ اور پیروان بودھ دھرم نے اس سے مختلف النوع نتائج اخذ کئے ہیں۔ افسوس کہ اس مختصر تبصرہ میں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے جن اصحاب کو اس مسئلہ سے دلچسپی ہو وہ بطور خود شیخ اکبرؒ اور بودھ دھرم کے فلسفہ کا مطالعہ کریں۔

آخر میں اس بات کی طرف اشارہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ فارسی شعراء میں عارف جامیؒ کے علاوہ بیدلؒ نے بھی مسئلہ تجدد امثال پر اظہار خیال کیا ہے خواجہ عباد اللہ اختر مرحوم نے بیدلؒ کے کلام پر جو قابل مطالعہ تبصرہ کیا ہے اس میں تجدد امثال پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں

" تجدد امثال کا مفہوم یہ ہے کہ ہر شیٔ کی امثال بدل رہی ہیں، خود اشیاء کی ماہیت یا حقیقت جو کچھ بھی ہے، جسے ہم نہیں جان سکتے۔ نہیں بدلتی (یہی بنیادی فرق ہے شیخ اکبرؒ اور بودھ دھرم کے نظریہ میں — شیخ اکبرؒ کہتے ہیں کہ ہر شئے کی صورت بدلتی رہتی ہے اس لئے ہر شئے "خلق جدید" میں رونما ہوتی رہتی ہے۔ بخلاف اس بودھ دھرم میں کسی شئی کی حقیقت مسلم نہیں ہے۔ اسی لئے نفس ناطقہ کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے یعنی کوئی ایسی شئے درحقیقت موجود نہیں ہے۔ جسے اہل منطق نفس ناطقہ کہتے ہیں)

اس مسئلہ کے حسب ذیل نتائج قابل غور ہیں، (۱) یہ جہاں کبھی کہنہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ بیدل فرماتے ہیں

نوی بیدل از ساز امکاں نرفت — نشہ کہنہ تجدید ایجاد ہا

(۲) چونکہ عالم کی امثال بدلتی رہتی ہیں، اس لئے عالم ہر آن فنا ہوتا رہتا ہے اور ہر آن اس کا مثل ظہور میں آتا رہتا ہے اس لئے حق تعالیٰ ہر آن خالق اور مبدع اور مصور ہے۔ کُلَّ یَومٍ ھُوَ فِی شَان، یعنی اللہ ہر لمحہ اپنی نئی شان دکھاتا ہے

(۳) تجدد امثال میں ز آغاز لا نہایہ ہے (۴) زمان و مکان امور اعتباری ہیں (۵) تجدد میں رجعت نہیں یعنی ہستی میں تکرار نہیں اسی کو صوفیہ یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات میں تکرار نہیں، ہر لحظہ نئی تجلی ہوتی ہے۔

مزید تفصیل کے لئے کتاب مذکورہ کے صفحات ۴۳۴ تا ۴۵۶ کا مطالعہ کافی ہوگا۔

مثنوی صمدانی: از غلام غوث صاحب صمدانی بی اے (علیگ)، سی ای ایم ایچ او، شائع کردہ شیخ محمد خلیل صاحب ۱۱۱ فیروز پور روڈ لاہور، ضخامت ۲۶۵ صفحات، قیمت پانچ روپے

اس مثنوی کے مصنف جناب محترمی غلام غوث صاحب صمدانی ایک جامع حیثیات شخص ہیں، وہ علی گڑھ کے گریجویٹ ہیں شعر و ادب کا نہایت پاکیزہ ذوق رکھتے ہیں اور علم طبیعیات (فزکس) میں مہارت تامہ رکھتے ہیں، مدتوں سول انجینئر رہ چکے ہیں، دین اسلام سے والہانہ محبت، فلسفہ مغرب پر ناقدانہ نظر، بزرگان دین سے سچی عقیدت رکھتے ہیں، قادری سلسلہ میں سلوک طے کر چکے ہیں انہوں نے اپنے پاکیزہ افکار کو ایک مثنوی کی شکل میں پیش کیا ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں فارسی زبان پر غیر معمولی قدرت حاصل ہے جاوید نامہ کو ۱۹۳۲ء میں پڑھا تھا۔ اس کے بعد اس سال ۱۹۶۰ء میں یہ مثنوی پڑھی ہے جسے ہم اقبال مرحوم کی اس زندہ جاوید کتاب کا ثانی بلا شبہ کہہ سکتے ہیں جاوید نامہ کے بعد اگر فارسی میں کوئی کتاب لائق مطالعہ ہے تو وہ صمدانی صاحب کی یہ مثنوی ہے جس میں انہوں نے قرآن حکیم کے حقائق، حدیث نبویؐ کے معارف، مرشد رومیؒ کے نکات، اور بزرگان دین کے ارشادات کو علوم جدیدہ کی روشنی میں پیش کیا ہے تاکہ اس زمانہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کی فہم سے قریب تر ہو سکیں۔ اس مثنوی کو پڑھ کر جو اثر میرے دل پر مرتب ہوا وہ یہ ہے کہ اللہ نے مصنف کو فہم قرآن سے حصہ وافر عطا فرمایا ہے مثنوی کے اشعار میں از اول تا آخر قرآنی آیات اس طرح درج کی ہیں جیسے کسی سادہ کار نے انگوٹھی میں نگینے جڑ دیئے ہیں

مرشدی المحترم حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے جو گذشتہ پینتالیس سال سے طالبان حق کو راہ حق دکھا رہے ہیں اور کفر و الحاد کی تند و تیز ہواؤں کے مقابلہ میں شمع ہدایت جلا رہے ہیں، اس مثنوی پر جو تقریظ لکھی اس میں یہ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں انشاء اللہ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کتاب و سنت کے لحاظ سے قابل اعتراض ہو۔ اس مثنوی میں فقط مسلمانان پاکستان